134256 ـ لڑكى نے زنا كيا ولى اور منگيتر كو علم ہونے كے باوجود نكاح كے وقت كنوارى لكھنا

سوال

ميرى ايك قريبى رشتہ دار لڑكى نے ماضى ميں غلطى كر لى ليكن الحمد لله اب توبہ كر چكى ہے، اور ايك با اخلاق اور دين والے شخص سے اس كى منگنى بھى طے ہو چكى ہے، جو كچھ ہوا اسے بتايا بھى گيا ہے اور اس نے اسے معاف كر ديا اور اللہ نے جو اس كى پردہ پوشى كر ركھى ہے اسے پورا كرنا چاہا.
ليكن يہاں ايك سوال پيدا ہوتا ہے كہ عقد نكاح كے وقت اگر ولى كہتا ہے كہ ميں نے اپنى كنوارى بيٹى كا تجھ سے نكاح كيا، يہ علم ميں رہے كہ ولى اور منگيتر دونوں ك واس واقعہ كا علم ہے، ليكن آپ جانتے ہيں كہ شادى كے وقت عرف ميں يہ كلمات كہے جاتے ہيں، تو كيا جب ولى يہ كلمات كہےگا اور خاوند كو بھى علم ہو تو كيا يہ شادى صحيح ہے يا باطل ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اگر آپ كى قريبى رشتہ دار لڑكى اپنے گناہ سے توبہ كر چكى ہے تو اس پر لازم نہيں كہ وہ اس معاملہ كو اپنے منگيتر كے سامنے واضح كرے اور اسے بتائے، بلكہ اسے چاہيے تھا كہ اللہ سبحانہ وتعالى نے اس پر جو پردہ ڈال ركھا تھا اسے رہنے ديتى، اور اس كا بتانا لازم نہيں تھا، چاہے وہ دريافت بھى كرتا، جيسا كہ سوال نمبر (83093) كے جواب ميں بيان ہو چكا ہے.

اس ليے كہ اس نے بتا ديا ہے، اور خاوند علم ہونے كے باوجود كہ وہ كنوارى نہيں اس سے شادى كرنے پر موافق ہے تو پھر ولى كے ليے كنوارى وغيرہ كے الفاظ كہنے ميں كوئى حرج نہيں، اور اگر ولى جھوٹ بھى بولے تو اس ميں بہت بڑى مصلحت پائى جاتى ہے، اور وہ پردہ پوشى ہے، اور اس كا كسى پر بھى ضرر اور نقصان نہيں، لہذا اس اعتبار سے جائز ہوگا.

سنت نبويہ ميں تين مقام پر جھوٹ بولنے كى رخصت وارد ہے، جيسا كہ درج ذيل ترمذى اور ابو داود كى حديث ميں ہے:

اسماء بنت يزيد رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تين جگہوں كے علاوہ جھوٹ حلال نہيں: آدمى اپنى بيوى كو راضى كرنے كے ليے بات كرے، اور جنگ ميں جھوٹ

بولنا، اور لوگوں کے مابین صلح کرانے کے لیے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1939) سنن ابو داود حدیث نمبر (4921) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اہل علم کی ایک جماعت کے ہاں یہ صریح جھوٹ پر محمول ہے، نہ کہ توریہ اور کنایہ پر، اور انہوں نے اس کے ساتھ اسے بھی ملحق کیا ہے جس کی ضرورت پیش آ جائے یا مصلحت ہو تو اس میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے، چاہے اس میں قسم بھی اٹھانی پڑے تو قسم اٹھا لے اس پر کوئی گناہ نہیں، لیکن اولی و بہتر یہ ہوگا کہ وہ توریہ اور کنایہ استعمال کرے.

امام نووی ر حمہ اللہ مسلم کی شرح میں کہتے ہیں:

" قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: " جنگ دھوکہ ہے.. "

حدیث میں تین مقام پر جھوٹ بولنے کا جواز پایا جاتا ہے ان میں سےایک جنگ بھی ہے، طبری رحمہ اللہ کا قول ہے: حقیقی جھوٹ کی بجائے جنگ میں توریہ وغیرہ کرنا جائز ہے، کیونکہ حقیقی جھوٹ حلال نہیں، ان کی کلام یہی ہے.

اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ حقیقی جھوٹ بھی مباح ہے، لیکن توریہ پر انحصار کرنا افضل اور اعلی ہے, اللہ اعلم " انتہی

اور سفارینی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" یہ تو اس میں ہے جس میں نص وارد ہے، اور جو اس کے معنی میں ہو اسے بھی اس پر قیاس کیا جائیگا، مثلا کسی پر ظلم ہونے میں اس کا مال چھپانا، اور پردہ پوشی کے لیے معصیت و نافرمانی کا انکار کرنا، یا کسی دوسرے کی معصیت چھپانا جب تك دوسرا اسے ظاہر نہ کرے.

بلکہ اس پر خود بھی چھپانا لازم ہے وگرنہ وہ مجاہر یعنی اعلانیہ معصیت کرنے والوں میں شامل ہوگا.

الا یہ کہ وہ اپنے اوپر حد نافذ کرانا چاہتا ہو، جس طرح ماعز اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ کا قصہ ہے، لیکن اس کے باوجود پردہ پوشی اختیار کرنا بہتر ہے، اور وہ اپنے اور اللہ کے مابین ہی توبہ کر لے کسی کو مت بتائے.

یہ سب ضرر و نقصان دور کرنے کے لیے ہے، ہم نے امام حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جھوٹ کی اباحت کا ضابطہ یہ ہے کہ:

ہر وہ مقصود جو قابل تعریف ہو اور جھوٹ کے بغیر اس تك پہنچنا مشکل ہو تو وہ مباح ہے، اور اگر وہ مقصود چیز

واجب ہو تو یہ بھی واجب ہوگا، شافعیہ میں سے امام نووی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے.

اس لیے اگر کوئی مسلمان شخص کسی ظالم شخص سے چھپ جائے اور ظالم کسی دوسرے کو ملے اور دریافت کرے کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے ؟

تو وہ اسے نہ بتائے، اس حالت میں اس پر جھوٹ بولنا واجب ہے، اور اگر اسے معصوم کو ہلاك اور قتل ہونے سے بچانے کے لیے قسم اٹھانے کی بھی ضرورت پیش آئے تو گریز مت کرے.

امام موفق کہتے ہیں: کیونکہ معصوم کی بچانا اور اسے محفوظ رکھنا واجب ہے.... لیکن اس حالت میں وہ حتی الامکان توریہ کرنے کی کوشش کرے تا کہ اسے جھوٹ بولنے کی عادت نہ پڑ جائے.

پھر سفارینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حاصل یہ ہوا کہ: معتبر مذہب یہی ہے کہ جہاں راجح مصلحت پائی جائے وہاں جھوٹ بولنا جائز ہے، جیسا کہ ہم امام ابن جوزی رحمہ اللہ سے بیان کر چکے ہیں، اور اگر واجب مقصود تك اس کے بغیر نہ پہنچا جا سکتا ہو تو یہ بھی واجب ہو گا، اور اس لیے کہ جائز ہے، لہذا توریہ استعمال کرنا اولی اور بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: غذاء الالباب (1 / 141).

واللہ اعلم .